فہرست سازی پر عربی زبان میں مسلمانوں کی خدمات
ایک تاریخی جائزہ

ڈاکٹر جمشید احمد ندوی

تصنیف وتالیف اور ترجمہ کے لحاظ سے عباسی دور کو اسلامی تاریخ کا عہدِ زرّیں قرار دیا جاتا ہے۔ عہد اسلامی وعہد اموی میں جن اسلامی علوم وفنون کا آغاز ہوا اس عہد میں نہ صرف یہ کہ ان کا ارتقا ہوا، بلکہ بعض ایسے علوم وفنون وجود میں آئے جن کو متعارف کرانے کا اعزاز مسلمانوں کو حاصل ہے۔ ان میں ایک فن فہرست سازی بھی ہے۔

فہرست سازی کی ابتدائی کڑیاں تیسری صدی سے ہی دستیاب ہونے لگتی ہیں اور چوتھی صدی میں یہ فن ارتقاء کے مراحل طے کر لیتا ہے کہ کئی ایک فہرست کتب مرتب کر دی جاتی ہیں، مثلاً فارابی کی احصاء العلوم اور خوارزمی کی مفاتیح العلوم وغیرہ۔

اسی صدی میں ابن ندیم کی شخصیت منظر عام پر آتی ہے جس نے اپنے پیش روؤں کے فراہم کردہ سرمایہ اور وراقی کے پیشے سے وابستگی اور کتب سے دلچسپی کے نتیجے میں ایک معرکہ آرا کتاب ''الفہرست'' مرتب کی جو اس فن میں لکھی جانے والی کتب میں سنگ میل اور شاہ کار کا درجہ رکھتی ہے۔

ابن ندیم کے بعد فہرست سازی کے فن نے دیگر علوم کی طرح ترقی نہیں کی۔ بعد کی صدیوں میں طوسی کی الفہرست، ابن خیر اشبیلی کی فہرست کتب، فخر الدین رازی کی حدائق الانوار، قطب الدین شیرازی کی درۃ التاج، طاش کبریٰ زادہ کی مفتاح السعادۃ، ملا لطفی کی المطالب الالہیۃ، محمد امین بن صدر الدین شروانی کی الفوائد الخاقانیۃ اور ان جیسی چند ایک تصانیف کا ذکر ضرور ملتا ہے، لیکن یہ کتابیں ابن ندیم کی الفہرست کی طرح جامع

نہیں ہیں، مثلاً طوسی کی کتاب شیعی علماء کی کتب پر مشتمل ہے اور ابن خیر اشبیلی کی کتاب اندلس کے علمی سرمایہ کو سامنے لاتی ہے۔ تاہم اس میں کہیں کہیں مشرقی علوم وفنون کے سلسلہ کا کچھ نہ کچھ مواد بھی مل جاتا ہے۔

ابن ندیم کے بعد فن فہرست سازی میں دوسری اہم شخصیت حاجی خلیفہ کاتب چلپی کی منظر عام پر آتی ہے جو اس فن کے ناتواں جسم میں ایک نئی روح پھونک دیتی ہے۔ وہ مسلسل کئی سالوں کی محنت کے بعد کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون جیسی بے مثال کتاب مرتب کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ کتاب اس قدر مشہور ومعروف ہوئی کہ اس کے متعدد ذیول اور تکملے لکھے گئے اور آج تک یہ کتاب محققین کے لیے ایک ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

عصر جدید میں فہرست سازی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے اور مختلف جہات سے فہرست کتب مرتب کی جانے لگی ہیں، خصوصاً پوری دنیا میں بکھرے ہوئے مخطوطات کی فہارس مرتب کرنے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے جو ہنوز جاری ہے۔ ان تمام فہارس مخطوطات کا مختصر سا تعارف بھی ایک ضخیم کتاب کا تقاضا کرتا ہے۔

فہرست سازی سے متعلق جو سرمایہ کتب موجود ہے وہ جسب ذیل طریقوں سے ترتیب دیا گیا ہے:

۱۔ عمومی فہرست کتب جیسے ابن ندیم کی الفہرست اور کشف الظنون وغیرہ۔

۲۔ خصوصی فہرست کتب یعنی کسی ایک مصنف کی تمام کتب کی فہرست، جیسے مؤلفات الغزالی، مؤلفات ابن الجوزی، مؤلفات ابن خلدون، اسماء مؤلفات ابن تیمیہ وغیرہ۔

۳۔ کسی لائبریری میں موجود عربی کتب کی فہرست، جیسے بغداد یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری کی فہرست۔

۴۔ کسی ملک سے شائع ہونے والی عربی کتب کی فہرست، جیسے سلسلہ ''النشرۃ المصریۃ للمطبوعات''۔

۵۔ کسی ملک کے کسی خاص ادارہ کی جانب سے شائع کی جانے والی کتب کی فہرست جیسے وزارۃ الاشاد سے شائع ہونے والی کتب کی فہرست۔

۶- کسی خاص فرقہ کے علماء وادباء کی فہرست کتب، جیسے الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ

۷- کسی مقام کے متعلق لکھی جانے والی کتب کی فہرست، جیسے جمہرۃ المراجع البغدادیۃ۔

۸- کسی خاص موضوع پر مرتب کی جانے والی فہرست، جیسے مصادر التراث العسکری، مصادر التراث العربی وغیرہ۔

۹- کسی یونیورسٹی کے اساتذہ کے آثار علمیہ پر محیط کتاب، جیسے الآثار العلمیۃ لاعضاء ہیئۃ التدریس بجامعۃ القاہرۃ۔

مزید تلاش وجستجو کے بعد مذکورہ بالا تقسیم کی تعداد میں کچھ اور بھی اضافے ہو سکتے ہیں۔

فن فہرست سازی میں عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی سرمایہ منظر عام پر آچکا ہے، لیکن ان کا استیعاب مکمل کتاب کا متقاضی ہے۔ اس وقت صرف عربی کتب کا مطالعہ پیش نظر ہے۔

درج ذیل سطور میں اس فن کی چند اہم عربی کتب کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

۱- الفہرست از ابن ندیم، مطبع الاستقامۃ، قاہرہ، ب-ت، ص ۵۲۱+ فہرست موضوعات وفہرست اعلام وغیرہ۔

ابن الندیم کو فن فہرست سازی کا امام کہا جاتا ہے، اس لیے کہ اس نے پہلی مرتبہ سائنٹفک انداز پر کتب کی فہرست مرتب کی۔ فہرست سازی کی ابتدا فارابی (م ۳۳۹ھ) کی احصاء العلوم اور خوارزمی (م ۳۸۷ھ) کی مفاتیح العلوم سے ہو چکی تھی، تاہم انھیں وہ قبول عام اور شہرت دوام نہ حاصل ہو سکی جو ابن ندیم کی الفہرست کو حاصل ہوئی۔ اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ اول الذکر دونوں کتابوں میں کتب کی فہرست سے زیادہ علوم کی تقسیم پر زور دیا گیا ہے اور موضوعات کے لحاظ سے کتابوں اور ان کے مولفین کے نام شمار کر دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ کتابوں کے موضوعات کی تعیین اور مولفین کی سیرت وشخصیت سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے، جب کہ ابن الندیم نے ان تمام امور سے تعرض کیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ الفہرست اس موضوع پر پہلی باقاعدہ کتاب ہے اور فن فہرست سازی میں اسے اولیت کا درجہ حاصل ہے (الندیم اور اس کی کتاب الفہرست، تلخیص وترجمہ محمد عارف

عمری، معارف اعظم گڑھ، اپریل ۱۹۸۶ء، ص ۳۰۳)

ابن الندیم کی الفہرست گویا تیسری صدی میں مرتب کی جانے والی کتابیات کی جامع یا فہرس الفہارس ہے۔ اس دور میں فہرس الفہارس کی اصطلاح ایجاد نہیں ہوئی تھی، اس لیے ابن ندیم نے اس وسیع مفہوم کو حسب ذیل الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے، **فھذا فھرست کتب جمیع الامم من العرب والعجم** ......ظاہر ہے کہ ان کا احاطہ کتابیات کے بغیر کیسے ممکن تھا۔ غالباً اسی جامعیت کی وجہ سے ابن ندیم نے اس کتاب کا نام سیبویہ کی الکتاب کی طرح الفہرست رکھا جو اس امر کا غماز ہے کہ یہ کتاب الفہرست علم کتابیات کی جملہ مروجہ معلومات و مدونہ کتابیات کو حاوی ہے۔ (تیسری چوتھی صدی ہجری میں مرکز اسلام بغداد میں کتابیاتی سرگرمیاں از محمد عبدالحلیم چشتی، معارف اعظم گڑھ، جون ۱۹۸۲ء، ص ۴۳۰)

ابن ندیم نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ۳۷۷ھ تک لکھی جانے والی کتب کے تذکرہ پر مشتمل ہے، تاہم بعض اشخاص کے متعلق انھوں نے جو معلومات فراہم کی ہیں وہ ۳۷۷ھ کے بعد کی ہیں۔ اس فرق کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ انھوں نے ۳۷۷ھ میں اپنا پہلا مسودہ تیار کیا ہو اور مختلف بیاضیں چھوڑ دی ہوں، جن کی تکمیل وہ آخر عمر تک کرتے رہے، یا ان بیاضوں کی تکمیل ان کے شاگردوں نے بعد میں کر دی ہو، جیسا کہ اس زمانہ میں ایک عام دستور تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے۔ عمر دقاق: مصادر التراث العربی، المکتبۃ العربیۃ، حلب ۱۹۶۸ء، ص ۱۹۲)

یہ کتاب حسب ذیل دس مقالوں پر مشتمل ہے، ہر مقالہ میں کئی فصلیں ہیں۔ ان میں سے ہر فصل کو مرتب نے ''فن'' کا نام دیا ہے۔

۱- پہلا مقالہ تمہیدی ہے جو حسب ذیل تین فصول پر مشتمل ہے:

فصل اول: عرب و عجم کی لغات کے اوصاف، ان کے اقلام کے خصائص، خطوط کی قسمیں اور حروف کے اشکال۔

فصل ثانی: سماوی کتب کے اسماء۔

فصل ثالث: قرآن اور اس کے علوم میں مرتب کی جانے والی کتب، قراء کے حالات زندگی، ان کے رواۃ کے اسماء اور ان کی شاذ قراءتیں۔

اس کے بعد حسب ذیل فنون کے ماہرین کے حالات اور ان کی تصنیفات کا ذکر ہے:

۲- نحو اور لغت کے ماہرین۔

۳- اخبار، آداب، سیر و انساب: اصحاب سیرت، مورخین ، ماہرین انساب، بادشاہوں، سکریٹریز (کاتبین)، انشا پرداز، عاملین خراج اور اصحاب دفاتر، بادشاہوں کے ندیم، مصاحب، مغنیین، مضحکین (ہنسانے والے) وغیرہ۔

۴- شعر و شاعری اور شعراء: جاہلی شعراء، مخضرمین، اسلامی شعراء اور شعراء محدثین تا عصر مصنف۔

۵- کلام اور متکلمین: علم کلام کی ابتداء، معتزلہ و مرجئہ، شیعی، امامی، زیدی اور دیگر غالی مذاہب، اسماعیلی فرقہ، جبریہ و حشویہ، خوارج۔ اسی ذیل میں سیاحین، زاہدین، عابدین، صوفیاء اور خطرات و وساوس پر کلام کرنے والوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

۶- فقہ، فقہاء اور محدثین: امام مالک، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام شافعی، امام داؤد ظاہری، شیعی فقہاء اور ان سب کے اصحاب و تلامذہ۔ فقہاء محدثین اور محدثین، ابوجعفر طبری وغیرہ۔

۷- فلسفہ اور قدیم علوم: فلاسفہ و اہل منطق، اصحاب تعلیم، مہندسین، (ریاضی، موسیقی، علم نجوم، طب، قدیم و جدید اطباء)

۸- اسماء، خرافات: سحر، تصویر کشی اور دیگر خرافات۔

۹- مذاہب اور اعتقادات: صابیہ، مزدکیہ، جین مذہب۔

۱۰- کیمیاگر اور جدید و قدیم صنعت گر فلاسفہ۔

مذکورہ بالا مقالات کے عناوین سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن الندیم نے زیادہ سے زیادہ علوم و فنون کے موضوعات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان مقالات میں متعلقہ فنون کی اہم کتب و تصانیف اور ان کے مصنفین کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ متعدد کتب کی تدوین و

ترتیب کے طریقہ کار کی نشان دہی بھی کی گئی ہے اوران کے خصائص کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ابن ندیم کی الفہرست متعدد خصوصیات کی حامل ہے، جن میں ایک یہ ہے کہ وہ ان مصادر کا بھی ذکر کرتے ہیں جہاں سے انھوں نے کتاب یا مصنف کے حالات اخذ کیے تھے۔ دوسری خصوصیت یہ قرار دی جاسکتی ہے کہ اس میں فن کتابیات کے اعتبار سے اسلام کی پہلی چار صدیوں کے علوم وادبیات کی فہرست مل جاتی ہے، جب کہ دیگر معاصر مآخذ میں سوانح نگاری کا اسلوب پایا جاتا ہے۔ (الفہرست کے خصائص کے لیے دیکھیے: مصادر التراث العربی، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، لاہور ۱۹۸۹ء، جلد ۲۲، مقالہ الندیم، عارف عمری اور عبدالحلیم چشتی کے مضامین۔ معارف اعظم گڑھ)۔

۲- کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون از مصطفیٰ بن عبداللہ، معروف بہ حاجی خلیفہ وکاتب چلپی۔ تصحیح محمد شرف الدین بالتقاء با ورفعت بیلگہ کلیسی، وکانہ المعارف الجلیلۃ فی مطبعۃ البہیۃ، ۱۹۴۱ء/ ۱۳۶۰ھ، جلد اول، ص۹۴۰+ ۶ (تصحیح الاخطاء) + ۴۸ (فلوغل ودیگر حضرات کے مقدمات) جلد دوم ص ۹۴۵ تا ۲۰۵۶۔

کشف الظنون حاجی خلیفہ کی بیس سالہ جہدِ مسلسل کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں مرتب نے تقریباً ساڑھے نو ہزار مصنفین کی پندرہ ہزار کتب کا احاطہ کیا ہے اور تقریباً تین سو فنون کا تعارف کرایا ہے۔

مرتب نے اولین مسودہ تیار ہونے پر اسے اہلِ علم کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے اسے پسند کیا اور اس کی تبییض کا مشورہ دیا، لیکن ابھی وہ حرف دال کے مادہ ''دروس'' تک ہی پہنچے تھے کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ان کے ادھورے کام کی تکمیل ان کے شاگرد کے شاگرد جاراللہ ولی الدین آفندی نے کی۔ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا مسودہ ومبیضہ دونوں روان کوشکی لائبریری میں محفوظ ہے۔ بہ قول آفندی ان کے متروکہ مسودہ کی تکمیل چھ افراد نے مل کر کی تھی، لیکن وہ مصنف کا مطلوبہ معیار برقرار نہ رکھ سکے، لہٰذا انھوں نے اس کی ترتیب نو وتکمیل کا بیڑہ اٹھایا۔

کتاب کے مسودہ سے فقہ اور اس فن میں لکھی جانے والی کتب کے اسماء ایک

زمانہ تک مفقود تھے، جو اتفاقی طور پر مصحح کو علامہ اسماعیل صائب سحر کے خزانۂ کتب سے مل گئے۔ لہٰذا انھیں بھی ان کے اصل مقام پر شامل کر دیا گیا۔ اس سے قبل اس کے اولین ایڈیشن میں فلوغل (Guslvus Flugal) نے مفتاح السعادۃ سے مادہ علم الفقہ کی بعینہ عبارت نقل کر کے شاملِ کتاب کی تھی۔ یہ سلسلہ مصری ایڈیشن اور استنبولی ایڈیشن تک چلتا رہا، لیکن موجودہ ایڈیشن میں یہ خامی دور ہوگئی ہے۔

حاجی خلیفہ نے اپنے مقدمہ میں وجہ تالیف اور طریقۂ کار پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے حسب ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

۱- یہ کتاب مصنف کے مقدمہ، چند ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں علوم کے احوال، چند ابواب وفصول کے تحت بیان ہوئے ہیں۔ کتاب حسب ذیل ابواب پر منقسم ہے:

۱-علم کی تعریف اور اس کی تقسیم۔ یہ باب چند فصول پر مشتمل ہے۔

۲-علوم کا ارتقاء اور اس فن پر لکھی جانے والی کتب۔ یہ باب بھی چند فصول پر محیط ہے۔

۳-مؤلفین ومؤلفات: اس باب میں تین ترشیحات ہیں۔

۴-ابواب علم سے متعلق چند متفرق فوائد۔ یہ باب متعدد مناظر وفتوحات پر مشتمل ہے۔

۵-لواحق مقدمہ کے فوائد۔ یہ ے مطالب پر مشتمل ہے۔

خاتمہ میں کتاب کی اہمیت کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

۲- کتاب کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ اسماء میں تیسرے چوتھے نام تک حروف تہجی کی رعایت کی گئی ہے۔

۳- شروح کا ذکر اصل کتاب کے ضمن میں کیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ تو یہ ہے کہ زیر تذکرہ کتاب کی تمام شرحیں/مختصرات/حواشی وغیرہ ایک نظر میں سامنے آجاتے ہیں، لیکن اس کی خامی یہ ہے کہ اگر اصل کتاب کا نام معلوم نہ ہو تو اس کی شروح وغیرہ کا اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۴- عام طور سے کتاب کے بعد مصنف کا ذکر کرنے سے قبل فن/علم کی وضاحت کرتے ہیں، مثلاً الابانۃ فی فقہ الشافعی للشیخ الامام أبی القاسم عبدالرحمٰن بن محمد تورانی۔

۵- کتاب کے حجم کی وضاحت، مثلاً اخبار الدول وتذکار الاول وھو تاریخ مختصر مسجع۔

۶- کتاب کے ابواب کی وضاحت، مثلاً الابانۃ کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ وہ چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا بھی ذکر کیا ہے۔ اخبار الدول وآثار الاول کے متعلق لکھتے ہیں: وهو مجلد علی مقدمة وخمسة و خمسين باباً۔

۷- مصنف کی وفات کا عام طور پر ذکر۔

۸- اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ زیرِ تذکرہ کتاب کے ابتدائی کلمات بھی نقل کر دیے گئے ہیں۔

۹- متعدد کتب کا صرف نام مذکور ہے۔ تفصیلات حتّٰی کہ فن اور مصنف وغیرہ کا بھی ذکر نہیں ہے، مثلاً ابتغاء القربۃ

۱۰- منصف کا نام لیے بغیر صرف فن کی وضاحت، مثلاً ابواب الأدب فی اللغۃ۔

۱۱- علوم کا تعارف: ہر علم کا تعارف حروف تہجی کے اعتبار سے کرایا گیا ہے، مثلاً فقہ کا ذکر حرف فاء کے تحت ہے۔ بسا اوقات علوم کے تحت ہی مشہور کتب کا ذکر بھی ملتا ہے۔

۳- ایضاح المکنون فی ذیل علی کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون از اسماعیل پاشا بغدادی، تصحیح: محمد شرف الدین بالتقایا و رفعت بیلکہ کلیسنی، مطبع بھیۃ، ۱۹۴۳/ ۱۳۶۴ھ۔ جلد اول: ص ۶۲۲ + ۸، جلد دوم ص ۷۳۲+۲۔

فن فہرست سازی کی اہم کتب میں اس کتاب کا شمار ہوتا ہے۔ یہ دراصل کشف الظنون کا ذیل و تکملہ ہے، جس میں کم از کم ۱۳۱۵ھ تک کی تصانیف کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بقول مرتب اس فہرست میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ صاحب کشف الظنون سے جن کتب کے نام چھوٹ گئے تھے یا جن کی تالیف صاحب کشف الظنون کی وفات کے بعد ہوئی تھی، ان کا احاطہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ مولفین کے متعلق کچھ مزید معلومات فراہم کی

گئی ہیں، ان کے ناموں کی تصحیح بھی کی گئی ہے، لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔

مختصر سے مقدمہ کے بعد کتاب میں استعمال ہونے والے رموز کا ذکر کیا گیا ہے، مثلاً صاحب کتاب کے لیے صرف حرف ص استعمال ہوا ہے، لیکن بعض اوقات وہ صاحب کتاب بھی لکھتے ہیں، جیسے للشیخ عبدالغنی النابلسی صاحب ابانۃ النص (۹/۱)۔ اس کے علاوہ دیگر رموز کا تعلق مختلف لائبریریوں سے ہے۔

ایضاح المکنون کی ترتیب اس طرز پر کی گئی ہے کہ پہلے کتاب کا نام باعتبار حروف تہجی درج کیا گیا ہے، پھر مصنف کے بارے میں مختصر سی معلومات درج کی گئی ہیں، اس کے بعد کتاب کے متعلق کچھ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

کتاب کے مطالعہ سے حسب ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱- سنہ تالیف کی وضاحت: مثلاً آثار الاول فی ترتیب الدول، فرغ منها سنة ۸۰۷ ثمان وسبعمائة (۱/۱)، ابهی القلائد فی تلخیص انفس الفوائد: فرغ منها سنة ۱۳۱۵ھ۔

۲- سنہ طباعت کی وضاحت: مثلاً آثار العجم: فرغ من تالیفه وطبعه ۱۳۱۴ھ (۱/۱)

۳- بسا اوقات مصنف کا ذکر کیے بغیر صرف کتاب کا نام بیان کرتے ہیں، مثلاً آثار السراء فی تاریخ السلاطین والوزراء- من مؤلفات الہند (۱/۱)، سبکیۃ الذہب الابریز فی فہم مقاصد الکتاب العزیز، فی اللغات القرآنیۃ، لواحد من علماء الہند (۲/۴)۔

۴- بعض کتابوں کے موضوع اور فن کی وضاحت: مثلاً آثار العجم، فارسی فی صور الآثار القدیمۃ الموجودۃ فی بلاد العجم وتراجم بعض الرجال والشعراء (۱/۱)، الأخبار السنیۃ فی الحروب الصلیبیۃ، للسید علی الحریری المصری، فی وقائع ۴۹۰ إلی ۶۹۰ (۱/۴۲)

۵- کچھ کتابوں کی زبان کی تعیین: مثلاً آثار المشتاق فی اسرار المشتاق، ترکی (۱/۱) آذروسمندر، فارسی فی المثنویات (۱/۵)

۶- عام طور سے مصنفین کی تاریخ وفات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی معلوم نہ ہو سکی ان کے نام کے آگے المتوفی لکھنے کے بعد نقطے (......) لگا دیتے ہیں۔ مثلاً یوسف بن الحسین الشروانی المتوفی...... (۱/۲) اور کبھی المتوفی...... نہیں لکھتے ہیں، تاہم عام طور پر ایسے مقامات

پر کتاب کے سنہ تالیف کا ذکر کرتے ہیں جس سے مصنف کے عہد کا اندازہ ہو جاتا ہے، مثلاً **الآیات البینات فی ثبوت کرامات الاولیاء فی الحیاۃ وبعد الممات: تالیف محمد بن احمد الانصاری المالکی، فرغ منها سنة ۱۰۹۷ھ (۶/۱)۔**

۷- کتاب کے ابواب وغیرہ کی وضاحت: مثلاً آداب الارشاد: **مرتب علی اربعة و عشرین باباً (۱۱/۱) بغیة الحاسب وبلغة الکاتب، مرتب علی مقدمة و بابین (۸۶/۱)۔**

۸- اس فہرست میں کسی کتاب کے شروح وحواشی کو اصل کتاب کے ضمن میں ہی بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سے الف بائی ترتیب تو باقی نہیں رہتی، البتہ اس کی تمام تر شروح وحواشی و مختصرات وغیرہ ایک ہی جگہ مل جاتے ہیں۔ مثلاً آداب البرکوی: شرحہا القاضی احمد بن محمد الرومی... وعلی ہذا الشرح حاشیۃ للقاضی محمد الکفوی... الخ (۲/۱)، الشمسیۃ کے ضمن میں شرح شمسیۃ الکاتبی (۵۶/۲)۔ بعض اندراجات شرح کے اصل نام سے الف بائی ترتیب کے ساتھ بھی موجود ہیں، مثلاً أیہا الأخ فی شرح ایہا الولد (۱۶۱/۱) باہر البرہان فی شرح نادر البیان (۱۶۲/۱)۔

بعض کتابوں کا ذکر الف بائی ترتیب کے اعتبار سے کیا گیا ہے، لیکن اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ان کا ذکر کہاں ملے گا مثلاً توفیق الرحمٰن بشرح کنز دقائق البیان، یأتی فی حرف الکاف (۳۴۰/۱)، حسن بیان الندا بشرح قطر الندی یأتی فی حرف الکاف (۴۰۳/۱)۔

۹- صاحب کشف الظنون کی طرح مرتب نے بھی متعدد کتب کے اولین الفاظ کا ذکر کیا ہے، مثلاً: التوضیح والتبیین فی شرح العقد الثمین: اولہ الحمد للہ المذکور بکل لسان المعبور (۳۳۹/۱)

۱۰- کتاب کی ضخامت کا ذکر، مثلاً الآداب الشرعیۃ لمصالح الرعیۃ فی مجلدین (۳/۱) آداب المعلمین فی خمسۃ أجزاء (۴/۱) الابتہاج بنور السراج، فی مجلد کبیر (۹/۱)۔

۱۱- احتیاط کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے جن اشخاص کی ولدیت کا علم نہیں ہوتا ان کا نام ذکر کر کے آگے نقطے ... لگا دیے ہیں، مثلاً آداب المریدین ونجاۃ المسترشدین للشیخ عبد القادر بن... (۱۴/۱)

۱۲- مرتب نے عام طور پر وفیات کا ہی ذکر کیا ہے، لیکن کبھی کبھی ولادت و مقام ولادت وسکونت کا بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً محمد بن محمد المبارک الجزائری کے متعلق لکھتے ہیں:

نزیل دمشق، کانت ولادتہ فی بیروت سنۃ ۱۲۶۳ (۱/۱۳)

۱۳- اگر ایک ہی مصنف کی دیگر کتب کا ذکر اسی صفحہ پر یا اس کے ایک دو صفحہ بعد آ رہا ہوتا ہے تو اس کے متعلق پوری معلومات کا ذکر کیے بغیر صرف نام ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد ''المذکور'' یا ایضاً بڑھا دیتے ہیں، مثلاً اتحاف اھل الاسلام ... تالیف أبی الفیض السید مرتضی الزبیدی المذکور (۱/۱۵)، اتحاف الذائق بشرح بیتی الصارق للسید عبد الرحمٰن العیدروسی ایضاً (۱/۱۷)۔

۱۴- بعض اوقات مصنف کے زمانہ کے اختلاف کی نشان دہی کرتے ہیں، مثلاً اثبات الدلیل فی صفات الغلیل - دیوان شعر، لعلاء الدین أبی الحسن علی بن مشرف الماردینی کان فی حدود سنۃ ۶۲۰ ... رأیت نسخۃ بخط المصنف مکتوبۃ فی ۸۳۷، وہو فی مدائح الملک الکامل خلیل الایوبی فلیتامل (۱/۲۲-۲۳)

۱۵- کہیں کہیں کتاب کے نام کی تصحیح کی گئی ہے۔ مثلاً احیاء الحج کے متعلق لکھتے ہیں:
ذکرہ الکشف فی باب المناسک باخبار الحج والصحیح الاحیاء (۱/۳۷)

کتب فن فہرست نگاری میں ایضاح المکنون اپنے طریقہ کار کی بنا پر خاص مقام و مرتبہ کی حامل ہے۔ چونکہ یہ کشف الظنون کا ذیل ہے اس لیے اس میں مذکورہ کتاب کے طریقہ کار کی پیروی کی بھی جھلک جا بجا ملتی ہے۔ کشف الظنون کے متعدد ذیول میں یہ ذیل کافی متداول و مشہور ہے۔

۴- ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین و آثار المصنفین از اسماعیل پاشا بغدادی، مطبع بہیۃ، استنبول، ۱۹۵۱، جلد اول ۸۴۲+۱۶۴ (فہرست مصنفین و أغلاط) جلد دوم ۵۷۴+۱۰۲ (فہرست مصنفین واغلاط)

فن فہرست نگاری میں ہدیۃ العارفین کی نوعیت اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اسے باعتبار مصنفین مرتب کیا گیا ہے کہ ایک مصنف کی کتابیں یکجا کر دی گئی ہیں۔ مرتب نے غالباً اسے کشف الظنون کا ذیل ''ایضاح المکنون'' تیار کرنے کے بعد ترتیب دیا تھا۔

اس دو کالمی کتاب کے ہر کالم کو مستقل صفحہ قرار دیتے ہوئے ہر صفحہ پر متعدد مصنفین

کی کتب کا اندراج کیا گیا ہے، لیکن مقدمہ یا تمہید کے طور پر ایک سطر بھی نہیں لکھی گئی ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے مرتب کا حسب ذیل طریقۂ کار سامنے آتا ہے:

۱- مصنفین کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ ہر حرف کو ایک مستقل باب مانتے ہوئے اس سے شروع ہونے والے تراجم اس حرف کے تحت یکجا کر دیے گئے ہیں۔ آج کل فہرست نگاری میں الف ممدودہ مثلاً آدم سے شروع ہونے والے الفاظ کا سب سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے، لیکن اس کتاب میں مرتب نے اسے صرف الف مانا ہے اور اسی لحاظ سے اسماء کی ترتیب دی ہے۔

۳- مصنفین کو الفبائی ترتیب کے مطابق مرتب کیا گیا ہے، لیکن سر عنوان بالعموم مشہور نام کو بنایا گیا ہے، مثلاً ابوبکر ابراہیم بن رستم الفقیہ الحنفی یعرف بالمروزی کا ترجمہ حرف الف کے تحت ہی بیان کیا گیا ہے، لیکن ابتداء میں المروزی لکھا گیا ہے (۲/۱)۔ اس کی دوسری خامی یہ ہے کہ صرف نام کے اولین حصہ میں الفبائی ترتیب کا خیال کیا گیا ہے، لیکن اس کے بعد کے اسماء یعنی باپ دادا کے نام میں حروف تہجی کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے۔ اس سے یہ مشکل پیش آتی ہے کہ جو بہت مشہور نام ہیں ان میں سے کسی مخصوص نام کو تلاش کرنے کے لیے اس نام کے تحت ذکر کیے جانے والے تمام ناموں کو دیکھنا پڑتا ہے، مثلاً ابراہیم بن محمد بغدادی کے بعد بالترتیب ابراہیم بن رستم اور ابراہیم بن خالد کا ذکر ہے۔

۴- مصنفین کی تاریخ وفات کا ذکر عام طور پر کرتے ہیں، تاہم کچھ افراد کی تاریخ وفات مذکور نہیں ہے، غالباً اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ وہ معلوم و متعین نہیں ہے۔ ایسے مواقع پر مرتب نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان کی کسی کتاب کا سنہ تالیف وغیرہ ذکر کر دیں کہ کم از کم ان کے عہد کی تعیین ہو سکے، مثلاً عبد المتعال بن عبد المالک البوتیجی المالکی کا سن وفات مذکور نہیں ہے، لیکن ان کی کتاب قلائد الدرر کا سنہ تالیف ۱۰۶۵ بتا کر ان کے عہد کی تحدید کر دی ہے۔

۵- مصنفین کے اسماء باعتبار وفیات نقل کیے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے بعد کے ناموں میں الفبائی ترتیب برقرار نہ رہ سکی۔

۶- بسا اوقات کتاب کے موضوع کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً نکات الأسرار فی التصوف (۱/۱) النوادر فی الفقہ (۱/۲) راحۃ الانسان فی الطب (۱/۲)۔

۷- بعض مصنفین کے تراجم جہاں سے لیے گئے ہیں اس کی وضاحت قوسین میں کی گئی ہے، مثلاً ابواسحٰق ابراہیم بن محمد الفرازی کے آگے (من معجم البلدان) اور ابوثور بغدادی کے بعد (من وفیات الاعیان) لکھا ہے (۱/۲،۳)

۸- عام طور سے صرف کتاب کا نام مذکور ہوتا ہے، تاہم کبھی کبھی اس کی ضخامت کا بھی ذکر ملتا ہے، جیسے مجالس الفقہاء نحو اربعمأۃ ورقۃ (۱/۶) کتاب عشرۃ النساء فی مجلدات (۱/۵۱۵)۔

۹- بعض اوقات کتاب سے متعلق بعض اضافی معلومات بھی درج ہوتی ہیں۔ مثلاً راحۃ الانسان کے بارے میں لکھتے ہیں صنفہ للخلیفۃ مأمون العباسی۔ (۱/۲)

۱۰- عموماً مصنف کی کتابوں کے نام کی صراحت کرتے ہیں، کبھی کبھی صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ وہ ایک یا چند کتابوں کے مصنف ہیں، مثلاً عبدالرحمٰن بن محمد داودی کے ترجمہ میں لکھا ہے: قال صاحب فوات الوفیات لہ تصانیف (۱/۵۱۷)۔

۱۱- جن کتابوں کے ناموں کے بارے میں مرتب کو شک ہوتا ہے وہ اسے ''کذا'' کے ذریعہ واضح کرتے ہیں، مثلاً عبدالرحمٰن بن محمد اندلسی کی بعض کتابوں کے آگے کذا لکھا ہے، جیسے کتاب المغیث کذا، کتاب الوساد کذا (۱/۵۱۷)۔

۱۲- کہیں کہیں سنہ تصنیف کی وضاحت بھی ملتی ہے۔ مثلاً عبدالمتعال بن عبدالملک کی کتاب قلائد الدر والجوہر کے متعلق لکھتے ہیں: فرغ منہا فی جمادی الاولی من سنۃ ۱۰۶۵ (۱/۶۱۹)، محمد بن احمد منفلوطی کی الدرر البہیۃ کے متعلق لکھتے ہیں: فرغ منہا سنۃ ۱۱۶۳ (۲/۳۲۷)۔

۱۳- بعض کتب کے بارے میں یہ اطلاع فراہم کرتے ہیں کہ وہ کہاں موجود ہے، مثلاً عبدالمجید بن اسماعیل ہروی کی کتاب الاشراف علی غوامض الحکومات کے متعلق لکھتے ہیں: موجود فی دار الکتب یکی جامع (۱/۶۱۹)۔

۱۴- جس مصنف کے والد کا نام معلوم نہ ہوسکا وہاں اس طرح نقطے ... لگا دیتے ہیں مثلاً عبدالمجید بن ... القریمی الرومی (۱/۶۲۰) منعم خاں بن ... المرادآبادی الحنفی (۲/۴۷۶)۔

۱۵- بعض مصنفین کے تراجم خاصے طویل ہیں۔ کندی کا ترجمہ غالباً سب سے طویل اور واحد ترجمہ ہے جس کی تصانیف کا ذکر فن وار کیا گیا ہے، لیکن ان میں حروف تہجی کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔

۱۶- بعض کتابوں کے مطبوع ہونے/ مقام اشاعت کا ذکر کرتے ہیں، مثلاً الحدائق الوردیۃ ...فی مجلد مطبوع (۶۲۱/۱) الحکایات السنیۃ والأشعار الرضیۃ مطبوع مصر (۶۲۱/۱)۔

۱۷- بعض اسماء کا صحیح تلفظ/ ضبط بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً الخوی کے بعد قوسین میں ہے: بضم الخاء المعجمۃ وفتح الواو وتشدید ہا والیاء المثناۃ (۱۳۷/۲) البکندی کا ضبط قوسین میں یوں لکھا ہے: بکسر الباء الموحدۃ وفتح الکاف وسکون النون، بلدۃ بین بخاری وجیحون (۵۱۵/۲)۔

۱۸- بعض مصنفین کی تاریخ پیدائش و وفات دونوں نقل کرتے ہیں، مثلاً محمد بن احمد وائلی، محمد بن احمد قسطلانی (۱۳۵/۲) ابن ابی اسحاق (۳۲۹/۲) اور نواب صدیق حسن خاں (۳۸۸/۲) وغیرہ کی تاریخ پیدائش و وفات دونوں نقل کی ہے۔

۱۹- ہر جلد کے آخر میں مصنفین کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے، ساتھ ہی اس بات کا اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ مصنف کے نام سے پہلے جو لقب/کنیت/ عرفیت وغیرہ کا ذکر متن میں موجود ہے اسے بھی نقل کر دیا جائے۔

اسماعیل پاشا بغدادی کی اس فہرست کتب کی ایک انفرادیت اس کا باعتبار مصنف ہونا بھی ہے۔ مرتب نے غالباً یہ طریقۂ کار اس لیے اختیار کیا ہے کہ ہر مصنف کی کتابیں ایک نظر میں سامنے آجاتی ہیں اور ہر تصنیف کے لیے بار بار اوراق نہیں پلٹنے پڑتے۔ یہ کتاب بھی کم از کم چودھویں صدی کے ربع اول تک کے مصنفین اور ان کے علمی سرمایہ پر محیط ہے کہ اس میں نواب صدیق حسن خاں کی کتب کا ذکر بھی ملتا ہے۔

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ اس کتاب میں اور دیگر تراجم کے درمیان کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تراجم پر مشتمل کتب میں شخصیت کی سوانح اور حالات زندگی بیان کرنے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور ضمناً اس کی تصانیف کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے، لیکن ہدیۃ العارفین میں مصنف کے بارے میں کم لکھا گیا ہے اور کتب کے بارے میں زیادہ سے زیادہ

معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۵- مجامیع الکتب العربیۃ الموجودۃ فی المکتبۃ المرکزیۃ ۱۹۵۹-۱۹۶۴ (فہرس موضوعی) جامعۃ بغداد، جلد اول: ۱-۱۲۹ (۱۹۶۴) جلد دوم: ۱۳۰-۲۹۹ (۱۹۶۵)۔

یہ فہرست کس نے مرتب کی ہے اس کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، تاہم دونوں جلدوں کے شروع میں لائبریرین ڈاکٹر ہشام الشواف کا مختصر سا مقدمہ ہے جس میں اس کی اشاعت پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے اور اسے قائین کے لیے مفید بتایا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ لائبریری کی فہرست سال بہ سال شائع کی جائے گی اور اس بات کی امید ظاہر کی گئی ہے کہ یہ عمل دوسری لائبریریوں کے لیے نمونہ ہوگا کہ وہ بھی اپنی اپنی فہرست تیار کریں۔

یہ فہرست ڈیوی کے اصول پر مرتب کی گئی ہے کہ اسے فن وار تقسیم کیا گیا ہے۔ فہرست کے شروع میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ کس فن کا نمبر کتنا ہے۔

مرتب نے اس فہرست کو لائبریری سائنس کے اصول پر مرتب کیا ہے، لہٰذا اس میں فن وار تقسیم کے علاوہ کسی قسم کی ترتیب نہیں پائی جاتی ہے۔

مرتب نے اس فہرست میں سب سے پہلے ایکسیشن نمبر (Acc. No) بیان کیا ہے، اس کے بعد بالترتیب مصنف/ مولف، کتاب کا نام (اگر ترجمہ ہے تو مترجم کی وضاحت) مقام اشاعت، ناشر، سن اشاعت، صفحات کی تعداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی کتاب زیر اکس ہے تو آخر میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

یہ فہرست بڑی تقطیع پر ٹائپ شدہ ہے۔ عام طور سے ہر صفحہ پر ۱۱-۱۳ کتابوں کا اندراج ہے۔ لہٰذا اگر ہر صفحہ کا اوسط ۱۲ کتابیں مان لیا جائے تو یہ فہرست ۳۵۸۸ صفحات پر مشتمل ہو جائے گی۔

اس کتاب کی افادیت صرف اتنی ہے کہ مختلف فنون کی کتابوں کے متعلق بنیادی معلومات فراہم ہو جاتی ہیں، لیکن چوں کہ کسی قسم کی کوئی ترتیب نہیں پائی جاتی ہے اس لیے کسی مخصوص کتاب کی تلاش میں دشواری پیش آتی ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ مضمون میں

صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ اس سے مکتبات اور لائبریروں کی فہرست سازی کی نمائندگی ہوتی ہے۔

۶- **الخزائن السنیۃ من مشاہیر الکتب الفقہیۃ لأئمتنا الفقہاء الشافعیۃ** از عبد القادر بن عبدالمطلب انڈونیشی۔ دار مصر، قاہرہ ب ت، صفحات ۲+۳۶

فقہاء شافعیہ کی کتب پر مشتمل یہ مختصر سا رسالہ ہے۔ اس میں دراصل ان کتابوں کی فہرست مرتب کی گئی ہے جن کا ذکر بار بار مصادر میں آتا ہے۔

مرتب نے اپنے مختصر سے مقدمہ میں وجہ تالیف اور کتاب کا نام ذکر کیا ہے۔ یہ رسالہ حروف معجم کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ یعنی کسی حرف کو عنوان بنا کر اس سے شروع ہونے والی کتب کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس حرف سے شروع ہونے والی کتب کے مابین مکمل طور پر حروف تہجی کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ کسی حرف سے شروع ہونے والی کتب کو بغیر کسی ترتیب کے یکجا کر دیا گیا ہے۔ تاہم اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر ایک ہی مولف کی کئی کتابوں کا نام کسی ایک ہی حرف سے شروع ہو رہا ہے تو انھیں یکجا کر دیا جائے، مثلاً امام نووی کی تین کتابیں ایک ساتھ ذکر کی گئیں ہیں جو حرف تاء سے شروع ہو رہی ہیں۔ (ص ۶)

یہ فہرست تین کالم پر مشتمل ہے۔

۱- کتابوں کے نام ۲- مولفین کے نام ۳- مولفین کے انساب

انساب کو مستقل کالم میں ذکر کرنے کی بظاہر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کا ذکر مولفین والے کالم میں بھی کیا جا سکتا تھا۔

بعض کتب کے اسماء پر حاشیہ لکھا گیا ہے کہ مصادر میں اگر مطلق اس کتاب کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد وہی ہوگی نہ کہ دوسری جو اس نام جیسی ہے مثلاً التبصرۃ از ابومحمد عبد اللہ بن یوسف پر حاشیہ لگایا گیا ہے: ہو المراد حیث اطلق التبصرۃ۔ (ص ۵)

أسماء کتب کی فہرست صرف ۲۵ صفحہ پر مشتمل ہے۔ باقی ماندہ صفحات میں مدینہ کے تابعی فقہاء سبعہ، مجددین امت، محدثین اور دیگر اکابر علماء کے نام وغیرہ ذکر کیے ہیں۔

یہ مختصر سا رسالہ اس اعتبار سے مفید ہے کہ اس کے مطالعہ سے شوافع فقہاء اور ان کی تصانیف کا ایک مجموعی خاکہ ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔

۷- مولفات ابن الجوزی از عبد الحمید علوچی، وزارۃ الثقافۃ والارشاد، شرکۃ دار الجمہوریۃ للنشر والطبع، بغدا، ۱۹۶۵ء/ ۱۳۸۵ھ، صفحات ۲۹۰۔

اس کتاب میں مرتب نے امام ابن جوزی کی تمام تصانیف کا احاطہ کیا ہے۔ کتابوں کی فہرست بیان کرنے سے قبل امام ابن الجوزی کی مختصر سوانح (۶-۸) ان کی کتب کے مخطوطات کی طرف رہنمائی کرنے والی مختلف فہارس مخطوطات (۹-۱۳) اور مولفات ابن الجوزی کے مآ خذ بیان کیے ہیں (۱۴-۶۲)۔

مآ خذ بیان کرنے کے بعد ''دلیل نقدی مقارن'' کے تحت امام ابن الجوزی کی ۵۱۹ تصانیف کو حروف تہجی کے اعتبار سے بیان کیا گیا ہے۔ اس فہرست میں مصنف نے اس بات کی وضاحت کا اہتمام کیا ہے کہ مذکورہ کتاب کا ذکر کن کن مآ خذ میں پایا جاتا ہے؟ ان کے مخطوطات کہاں کہاں موجود ہیں؟ وہ کب کب اور کہاں کہاں سے شائع ہو چکی ہیں اور کون سی کتاب کتنی جلدوں یا اجزاء پر مشتمل ہے؟ اگر مآ خذ میں نام کے سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے تو اس کی وضاحت کی گئی ہے اور جن کتب کی شرح اور مختصرات لکھی گئیں ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۶۳-۲۰۳)

اس مجموعی فہرست کے بعد آ ثارہ المطبوعۃ کے تحت ۳۰ (۲۰۴-۲۰۵) آ ثارہ المخطوطۃ کے تحت ۱۳۹ اور آ ثارہ الضائعۃ اوالتی تحتمل ضیاعہا کے تحت ۲۳۳ کتب کا ذکر کیا گیا ہے (۲۱۲-۲۲۱)۔

مرتب نے مولفات ابن الجوزی کو فن وار مثلاً القران وعلومہ، الحدیث ورجالہ وعلومہ بھی مرتب کیا ہے اور ان کتب کا ذکر ثقافۃ ابن الجوزی کے عنوان کے تحت کیا گیا ہے۔ (۲۲۲-۲۳۹)۔

اس کے بعد مختلف قسم کی فہارس ہیں۔ (۲۴۳-۲۸۹) یہاں اس بات کی وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ان فہارس میں ابن الجوزی کی کتابوں کے عنوانات کے

تحت جو فہرست مرتب کی گئی ہے وہ ۷۲۸ کتب پر مشتمل ہے، جب کہ دلیل نقدی مقارن کے تحت صرف ۵۱۹ کتب مذکور ہیں۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ جن کتابوں کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے انھیں فہرست میں مستقل کتاب کی جگہ دی گئی ہے، جب کہ دلیل نقدی مقارن میں اختلاف نام کی وضاحت مذکور کتاب کے تحت ہی کر دی گئی ہے۔ فہرست میں ہر کتاب کا الگ الگ ذکر کرنے کا مقصد غالباً یہ ہوگا کہ جس مولف نے جس عنوان کا ذکر کیا ہے اس کی وضاحت ہو سکے۔

مولفات ابن الجوزی سے ابن الجوزی کی علمی حیثیت اور ان کا مرتبہ و مقام سامنے آتا ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے متقدمین نے کن کن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ افسوس کہ ان کی اکثر تصانیف ضائع ہوگئیں، ورنہ اسلامی علوم وفنون کے مکتبہ میں شان دار اضافہ ہوتا۔

۸۔ مؤلفات الغزالی از عبد الرحمٰن بدوی، المجلس الأعلی لرعایۃ الفنون والآداب والعلوم الاجتماعیۃ، الجمہوریۃ العربیۃ المتحدۃ، قاہرۃ، ۱۹۶۱/۱۳۸۰ھ۔ ۵۶۷ صفحات۔

یہ کتاب امام غزالی کی پیدائش کے نو سو سال پورے ہونے کے موقع پر شائع کی گئی تھی۔

مرتب نے اپنے مقدمہ میں غزالی کو ارسطو کی طرح ایک نابغۂ روزگار شخصیت قرار دیتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ارسطو کی طرح امام موصوف کی جانب بھی بہت سی کتب منسوب کر دی گئی ہیں جن میں صحیح اور غلط کی تمیز کرنا مشکل ہے۔ انیسویں صدی میں تصانیف غزالی کے متعدد مطالعات کا ایک جائزہ بھی مرتب نے اپنے مقدمہ میں پیش کرتے ہوئے ان کی خامیوں اور خوبیوں کو اجاگر کیا ہے اور ان کے مقابلے میں تصانیف غزالی کے اپنے مطالعہ کی حسب ذیل خصوصیات بیان کی ہیں۔

۱۔ جس قدر ممکن ہو سکا مولفات غزالی کے مخطوطات کا احاطہ کیا گیا ہے، خواہ ان کی نسبت امام موصوف کی طرف صحیح ہو یا غلط۔ وہ مخطوطات جہاں کہیں پائے جاتے ہیں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ ان کے موضوعات بھی بیان کر دیے گئے ہیں۔

۲- مؤلفات غزالی کے مطبوعہ نسخوں کے مطابع کی وضاحت کے ساتھ ان کے تنقیدی و تحقیقی ایڈیشن کی تفصیلات بھی دے دی گئی ہیں۔

۳- مولفات غزالی کے تراجم کے ذکر کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کتب کی صحت یا عدم صحت کے متعلق عربی زبان کے علاوہ کن کن زبانوں میں مضامین یا کتابیں لکھی گئی ہیں۔

۴- ہر کتاب کے متعلق اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اس کتاب کا ذکر امام غزالی نے اپنی کن دیگر کتابوں میں کیا ہے۔

۵- کتب کا ذکر اوران کی ترتیب تاریخی اعتبار سے کی گئی ہے۔

۶- ضمیمہ میں بعض وہ نصوص شامل کیے گئے ہیں جن میں سے اکثر پہلی بار منظر عام پر آئے ہیں۔(تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمہ مرتب:۹-۱۹)

مرتب نے اپنی اس فہرست کو سات عنوانات میں تقسیم کیا ہے:

۱- وہ کتابیں جن کی نسبت امام غزالی کی طرف قطعی ہے۔(۱-۲۳۸)اس زمرہ میں کل ۷۲ کتب کا ذکر کیا ہے۔مرتب نے اس عنوان کے تحت سب سے زیادہ معلومات فراہم کی ہیں اور ان کے متعلقات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔سب سے پہلے وہ اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ مذکورہ کتاب کا ذکر کن کن مصادر میں پایا جاتا ہے۔اس کے بعد مذکورہ کتاب کے مخطوطات،ان کے مقام موجودگی اور مخطوطہ سے متعلق دیگر تفاصیل مثلاً تاریخ کتابت،صفحات،سطور وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے بعض مخطوطات کے اوصاف بیان کرتے ہیں اور ان کے موضوعات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔جن کتابوں کے مختصرات، شروح،حواشی لکھے گئے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کی طباعت و اشاعت کی تفصیل بھی بیان کرتے ہیں۔اسی ضمن میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ امام کی کن کن کتابوں کے رد لکھے گئے ہیں۔ساتھ ہی اس بات کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ کن کتابوں کے تنقیدی و تحقیقی ایڈیشن یا تراجم کیے گئے ہیں یا کن کتابوں کے مستقل مطالعات و دراسات کیے گئے ہیں۔

۲- وہ کتابیں جن کی نسبت امام غزالی کی طرف مشکوک ہے۔(۲۳۹-۲۷۶) اس زمرہ میں ۱۳ کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳- وہ کتابیں جن کے بارے میں راجح یہ ہے کہ وہ امام غزالی کی نہیں ہیں۔ (۲۷۷-۳۰۲) اس زمرہ میں ۱۳۲ کتب کا تعارف و تبصرہ بہت ہی مختصر انداز میں کیا گیا ہے۔ان میں سے بیشتر وہ کتابیں ہیں جو سحر، طلسمات اور پوشیدہ علوم سے متعلق ہیں۔

۴- امام غزالی کی کتابوں کے وہ حصے جو مستقل شائع کیے گئے ہیں۔ یا دیگر عنوانات سے شائع ہونے والی کتابیں۔(۳۰۳-۳۵۲) اس زمرہ میں ۹ کتب کا ذکر مختصر انداز میں کیا گیا ہے۔

۵- غلط منسوب کتابیں (۳۵۳-۳۸۸) اس حصہ میں ۴۹ کتب کا تعارف مختصر انداز میں کرایا گیا ہے۔

۶- مجہول کتابیں (۳۸۹-۴۲۶) اس حصہ میں ۱۰۷ کتب کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے اکثر کے صرف نام مذکور ہیں۔

۷- امام غزالی سے منسوب غیر مطبوعہ کتابیں۔ اس زمرہ میں ۷۶ مخطوطات کا مختصر اتذکرہ کیا گیا ہے۔

آخر کے پانچ زمروں میں کتب کا ذکر بہت ہی مختصر ہے۔

ضمیمہ میں ۱۹ر ایسے مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے جن میں امام غزالی کی تصانیف یا ان کی سوانح کا تذکرہ ملتا ہے۔ان میں سے اکثر مآخذ بقول مرتب پہلی بار منظر عام پر آئے ہیں۔ ان مآخذ میں سے پہلے ان آٹھ مآخذ کا ذکر ''فہرست مولفات الغزالی'' کے تحت کیا گیا ہے جن میں امام غزالی کی تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔اس کے بعد ان مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے جن میں امام غزالی کی سوانح بیان ہوئی ہے۔کتاب کے آخر میں مختلف قسم کی فہارس موجود ہیں جن سے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہ کتاب امام غزالی کی تصانیف کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔اس سے امام غزالی کی تصانیف کی اہمیت اور ان کی حقیقت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

☆